ادبیات

حدیثِ زندگی

جناب آلمؔ مظفر نگری

کھلی تھی بزمِ حسن و عشق میں میری زباں پہلے
مرتب کی تھی میں نے زندگی کی داستاں پہلے

ہوئی تھی برق کیا معلوم کس پر مہرباں پہلے
جلا تھا آشیانہ یا کہ شاخِ آشیاں پہلے

نہ کیوں جاتی عدم کو روح سے تابِ تواں پہلے
سرِ منزل پہنچتا ہے غبارِ کارواں پہلے

سفر کی مشکلیں تنہا روی سے اور بڑھتی ہیں
نہ تھا معلوم تجھ کو سالکِ بے کارواں پہلے

نگاہوں میں تمہاری آج ننگِ آستاں کیوں ہو
وہ سجدہ جسکو تم کہتے تھے زیبِ آستاں پہلے

سمائیں گے کہاں ہستی میں ہنگامے محبت کے
نظر ڈالوں بیاباں پر کہ دیکھوں گلستاں پہلے

نہیں معلوم شوقِ جلوہ یا ذوقِ تماشا کا
ہوا تھا طور کی چوٹی پہ کس کا امتحاں پہلے

بہارِ تازہ کے جلوے بھی میں جی بھر کے دیکھوں گا
مرتب کر تو لوں گلشن میں اپنا آشیاں پہلے

حیاتِ جاوداں خود ڈھونڈھ لے گی تجھکو لیکن تو
مٹا دے اپنے دل سے خطرۂ سود و زیاں پہلے

نہ کیوں اس کو نیازِ شوقِ اوجِ سرفرازی دے
پھر گردش زمیں کو چومتا ہے آسماں پہلے

شبِ غم اہتمامِ ضبطِ نالہ کر تو لوں میں بھی
سنبھلنے دے مجھے گر خاطرِ ناشادماں پہلے

وہ ہو دار و رسن یا حلقۂ زنجیرِ زنداں ہو
ہمارا مدتوں لیتے رہے ہیں امتحاں پہلے

بفیضِ ہمتِ دل امتحاں گاہِ وفا میں ہم
اٹھا لیتے ہیں بڑھکر اب بھی ہر بارِ گراں پہلے

ہمیں ہیں مرکزِ اہلِ نظر یعنی بہر منزل
ہماری ہی طرف کرتا ہے رُخ ہر کارواں پہلے

آلمؔ حد بھی ہے کوئی انقلاباتِ زمانہ کی
وفا دشمن نہ یوں تھے یہ زمین و آسماں پہلے